رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۵

قیمت سالانہ ے

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء | نمبر ۴۲

گلدستۂ اخبار

اودھ اور روہیلکھنڈ ریلوے کے دس ہزار آدمیوں نے لکھنؤ میں ہڑتال کر دی ہے۔

یہ لوگ اپنی مزدوری میں دس فیصدی کا اضافہ اور مفت پاس مانگتے ہیں۔

ان کے علاوہ ان کی اور بھی شکایتیں ہیں۔

ہاوس آف کامنز میں مسٹر بونر لا نے کہا کہ ہوائی جہازوں وغیرہ کے متعلق ایک وزارت کی ضرورت پر ایک اسکیم بہت جلد منظور کی جاوے گی۔

اس اثنا میں جنرل سمٹس ہوائی خدمات کی نگرانی کرینگے۔

امریکہ نے تجارتی جہاز رانوں کے لئے قاعدے مقرر کئے ہیں تاکہ وہ کسی طرح بھی جرمن کو مال پہنچانیکا ذریعہ نہ بنیں۔

امریکہ میں ایک شخص اس شبہ میں گرفتار ہوا ہے کہ وہ فوجی اور بحری محکمہ کی خبر بہم پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔

لندن سے پندرہ تاریخ کی خبر ہے کہ ۱۶ کو پارلیمنٹ کا پھر افتتاح ہوگا۔

لندن میں نیشنل وار بانڈ کی جو درخواستیں پیش ہوئی ہیں وہ گیارہ دن میں ۳ کروڑ ۸۰ ہزار پونڈ کی تھیں۔

برطانیہ عظمیٰ نے کناڈا میں ۲۲ فولادی جہاز تیار کرنے کا حکم بھیجدیا ہے۔

ان کا کل وزن ایک لاکھ پچاس ہزار ٹن ہوگا اور ۱۹۱۸ء میں سمندر میں ڈال دیئے جائینگے۔

مدراس کے افسروں کی بیواؤں نے گورنمنٹ کو گرانی اشیاء کی طرف توجہ دلائی ہے۔

وہ کہتی ہیں کہ ہوٹلوں وغیرہ کا خرچ بہت ہے جس کی وہ برداشت نہیں کر سکتیں۔

لندن میں چائے کی قلت ہے سمجھا جاتا ہے کہ یہ گرانی عارضی ہے۔

روس کی اندرونی حالت بہت ابتر ہے

قسطنطنیہ میں قیصر جرمن کے وارد ہونے کی تیاریاں ہو رہی ہیں

شہزادہ ضیاءالدین اور انور پاشا کسی بیرونی اسٹیشن پر اسکا استقبال کرینگے۔

اور قسطنطنیہ کے سٹیشن پر اس سے ملاقات ہوگا۔ اور شہزادے سلطان کے ساتھ ہونگے۔

کیبنٹ کے ممبران اور دیگر حکام بھی اس کے ہمراہ ہونگے۔

۱۵ تاریخ لندن کی خبر ہے قیصر قسطنطنیہ میں آگیا ہے۔

تار برقیات

مغربی محاذ

لنڈن ۵ اکتوبر۔ ایک برٹش مراسلہ مظہر ہے کل جو سونچی لیپروس میں ہم نے دشمن کے آدمی اسیر کرلئے ہیں اُن کی تعداد ۴۰۲ ہے۔ شرلوزبری جنگل کے مشرق کی جانب جو دشمن نے یورشیں کی تھیں وہ ہم نے پسپا کردی ہیں۔ لینس اور نیوپورٹ کے گرد و نواح میں دشمن کا توپخانہ زیادہ زوروں پر تھا۔ لینس کے مشرق کے ریلوے سٹیشن اور محفوظ جگہوں میں ہمارے ہوائی جہازوں نے مکمل ۱۲ ٹن بم کے گولے پھینکے۔ جرمن کے ۳ ہوائی جہاز نیچے اتار لئے گئے۔ اور ایک بھگا دیا گیا۔ ہمارے دو جہاز گم ہیں۔

لنڈن ۵ اکتوبر۔ فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے یالسس اور کراؤں کے درمیان علاقہ سطح مرتفع میں گولہ باری کی گرم بازاری تھی۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ اس سپہر کا سرڈگلس ہیگ کا مراسلہ راوی ہے کہ آئرلینڈ کی فوج نے پولکورٹ کے شمال مغرب میں ایک کامیاب یورش کی پیرس سٹیشن ریلوے کے گرد و نواح میں رات کے وقت بڑی سخت گولہ باری ہوتی رہی

لنڈن ۱۵ اکتوبر فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے۔ محاذ آئین پر جانبین سے کم درجہ کی گولہ باری ہوتی رہی۔ میوز کے بائیں کنارہ پر پہاڑی نمبر ۳۰۴ کے شمال میں ہم نے ایک حملہ پسپا کردیا۔ میوز کے دہنے کنارہ پر بائیس ٹرس چوریف کے شمال میں دونوں طرف سے خاصی گولہ باری ہوتی رہی۔ جرمن ہوائی جہازوں نے گزشتہ رات بم پھینکے۔ مال یا جان کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر امیر البحر کہتا ہے۔ ہمارے بحری ہوائی کشتیوں نے کل بہت سے جاسوس کے مراحل طے کئے اور دشمن کے متعدد جگھٹوں سے مقابلہ کیا۔ ہم نے دشمن کی دو کلیں نیچے اتار لیں۔ ہماری ایک مشین نہیں ملتی۔ ہم نے بروجز کی ڈاکوں پر اور دو سیفرا ور شاؤ کے ہوائی جہازوں کے کارخانوں پر بم اندازی کی یورشیں کیں اور بھک سے اڑ جانے والے مادہ کی خاص مقدار پھینکی۔ نتیجہ عمدہ رہا۔ ہماری تمام مشینیں بسلامت واپس آگئیں۔

روسی محاذ

لنڈن ۱۵ اکتوبر۔ پیٹروگراڈ۔ آئسل پر دشمن کے اُتر جانے سے اخبارات بڑی پریشانی ظاہر کر رہے ہیں۔ بیورز گزٹ راوی ہے۔ کہ آجکل روس کی حالت بغایت پیچیدہ ہو رہی ہے۔ اور اندرونہ ملک میں معاملات کی غیر مطمئن حالت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابھی تک مسئلہ حل نہیں ہوا۔ ایک اور اخبار کہتا ہے کہ حال ہی میں جو زود واقعہ ہوئی ہے۔ وہ پولیٹکل لیڈروں کا ایسا ہلکا پن ہے جس کی مثال معدوم ہے۔ سوشیلسٹ اخبارات میکسیما لسٹوں پر عیب لگاتے ہیں۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ پیٹروگراڈ کے واقفکار حلقے سمجھتے ہیں۔ کہ آئسل اور جزائر ڈاگو اب ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے۔ باوجود اس کے دشمن کے لئے ریگا کی اہمیت اس وقت بہت کم ہوگی۔ جب تک کہ خلیج کا غربی راستہ صاف ہوجائے مگر یہ راستہ اس وقت تک قابل آمد و رفت نہ ہوگا۔ جب تک کہ آئیسل مغربی جزیرہ نما ان کے لئے بند رہیگا۔ دو سال کا عرصہ گزرا کہ روسیوں نے ایک جرمن جہاز کو جس پر پتھر اور سیمنٹ لدا ہوا تھا اور روسیوں نے اُس کو روک رکھا تھا غرق کرکے راستہ خراب کردیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ جزائر پیٹروگراڈ پر زیلپینوں کے حملہ کے لئے بڑا اہم محاذ ہوسکتے ہیں۔ ان جزائر پر اترنے کی تیاریاں بڑی ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ کی گئی تھیں اور موڈوریٹرن فوج اتری تھی۔ اترنا بڑی چالاکی اور جنگی تجاویز کے ساتھ ہوا تھا۔

صلح کے لئے سخت آرزو

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ اسٹرڈم ہیر ایبرٹ جو جرمن پارلیمنٹ میں سوشیلسٹ پارٹی کا پریذیڈنٹ ہے دورٹ برگ میں ایک سوشیلسٹ میٹنگ میں صدر مجلس ہوتے ہوئے کہا کہ صلح کا فوری نتیجہ تمام ملکوں کے اہل صنعت و حرفت کے لئے نہایت ضروری ہے جنگ کی خوفناکیوں کے بعد اپاہج کے بازی کی پالیسی کافور ہوجائے گی۔ اگر قرضہ اندازی کیجائے تو آزادی کا ۱/۴ صلح منظور کریگا۔ ہر شیڈامن نے بحری غدر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اگر گورنمنٹ چاہے کہ ان تمام آدمیوں کو گرفتار کرے جو اسی قسم کے حوادث سے تعلق رکھتے ہیں تو وہ تین صد آدمیوں پر مقدمہ کرسکتے ہیں اُس نے یہ بھی کہا کہ سپاہی ہر روز ہرا کے پاس آتے اور شکائتیں کرتے ہیں۔ اور ہم نے اُن کی شکائیتوں کی تحقیقات کے لئے خاص آدمی مقرر کردیئے ہیں۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ امیر البحر دون کپیل ترجائیگا مگر اُسنے پوچھا کہ کیا ڈاکٹر میکائیلس بھی جائیگا؟

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستانی کلیسیا کی مشکلات

(۳)

آگے چلکر آپ بمبئی کے انڈین کرسچن ریویو کے منیجر اور مسٹر ڈی ساے وادی صاحب بی۔ اے کے مضمون بعنوان "ہندوستانی کلیسیا کی موجودہ سب سے بڑی احتیاج" سے اقتباس کرتے ہیں۔ وھو ہذا

فی الحال کوئی ہندوستانی کلیسیا نہیں ہے

اس وقت کوئی ہندوستانی کلیسیا نہیں ہے۔ اس ملک کے طول و عرض میں جابجا منتشر شدہ صرف یورپ اور امریکہ کی کلیسیاؤں کی گری ہوئی تقلید پائی جاتی ہے۔ اور ایسا ہی چند ایک معمولی کوششیں جو ہندوستانی کلیسیا کی بناوٹ کے لئے کی گئی ہیں۔ اور جو اس وجہ سے ناکام رہی ہیں۔ کہ کچھ تو ہندوستانی مسیحی بے سروسامان ہیں اور کچھ اس لئے کہ مشنری جماعتیں اس طرف سے بے پرواہ ہیں۔۔۔۔۔ کیا کوئی وجہ مشنری جماعت ہے۔ جو یہاں صرف خالص انجیل سنانے اور ہندوستانیوں کو اپنی ہی کلیسیا بنانے کے لئے چھوڑ دینے کو آئی ہے؟ کیا یہ انسانی ہمدردی کی ایک صورت نہیں ہے جس کی تعلیم مغرب کی مسیحیت نے ابھی بھی حاصل کرنا ہے؟ مغرب کے ڈونامینیشنل لیڈر خائف ہیں۔ کہ اگر وہ اپنا اختیار اور رہبری کرنا چھوڑ دیں تو ہم بدعت کی چٹانوں سے ٹکرا کر خورد پاش پاش ہوجائیں گے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ انگلیکن سپلا اختیار کرو تو تم محفوظ رہو گے۔ یا انگلیکن اور پریسبٹیرین کو متحد کر دو تو مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات کی شناخت کا خطرہ کم ہوگا۔ ہم نہ تو انگلیکن کے طالب ہیں اور پریسبٹیرین کے۔ ہم تو ہندوستانی ہی چاہتے ہیں۔ اور کیوں مغرب کے لیڈر اس امر سے خائف ہیں کہ ہندوستانی کلیسیا میں بدعت پیدا ہو جائے گی؟ کیا مغرب میں ایک ہزار اور ایک ڈونامینیشنوں میں کچھ کم بدعت پائی جاتی ہے؟ کلیسیا نے آدمیوں سے کبھی رہنمائی نہیں پائی ہے۔ ہر زمانہ میں خدا کی روح کی ہدایت ہی سے چلتی رہی ہے۔ اور جب تک کہ ہندوستانی کلیسیا اپنے آپ کو اسی کی ہدایت کے مطیع کرتی رہے گی۔ اور اپنا قیام انگلیکن۔ یا پریسبٹیرین حیثیت پر نہیں۔ بلکہ اس حقیقی چٹان یعنی یسوع مسیح پر رکھیگی تب تک دوزخ کے دروازے اس پر غالب نہ ہوں گے۔ اور تشویش کی یہ کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستانی کلیسیا کونسا عقیدہ اختیار کریگی یہ محض بعید العقل خیال ہے کہ وہ ایسی کلیسیا ہوگی جو کلیسیا کے دو ہزار برس کے گرانبہا تجربہ سے اپنے آپ کو مستفید نہ کریگی۔

ہندوستانی کلیسیا کو کس چیز کی ضرورت ہے

جس چیز کی ہندوستانی کلیسیا کو اس وقت ضرورت اور اشد ضرورت ہے۔ وہ نہ تو چرچ گورنمنٹ کی بہتر صورتیں اور نہ ہی کوئی زیادہ آزادانہ مشنری پالیسی ہے۔ بلکہ وسیع خیال لیڈروں کی ضرورت ہے۔ خواہ وہ ہندوستانی ہوں خواہ بدیسی جو قدیم زمانہ کے موسیٰ کی طرح ڈونامینیشنلزم کی غلامی سے چھڑا کر ہندوستانی قومی کلیسیا کی موعودہ سرزمین میں لیجائیں۔

کیا لشپوں اور موڈریٹروں کو زمانے کے نشانات کا مطالعہ کرنا لازم نہیں۔ اور خود ہندوستانی مسیحیوں میں انقلابی تحریک کی انتظاری کے بغیر آن کا لیڈر بننا نہیں چاہئے؟ بڑی شکرگزاری کا مقام ہے کہ کم از کم نہ صرف مغربی ڈونامینیشنل لیڈر ہی بلکہ خود ہندوستانی مسیحی بھی اس امر پر سنجیدگی کے ساتھ فکر کرنے لگ پڑے ہیں۔ اور بعض جگہوں میں اس پیچیدہ مسئلہ کے حل کرنے کی کوششیں بھی کیجا رہی ہیں۔ ایک متحدہ ہندوستانی قومی کلیسیا کی جدید ترین امکانات کی کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ اس سے اس ملک میں مذہبی زندگی کے متفرق مراحل میں انقلاب پیدا ہوجائے گا۔ اور نصف صدی سے بھی کم عرصہ میں اس ملک کے اندر انجیل کی بشارت بسرعت دیجائے گی۔ اس سے ہندوستانیوں کی تمدنی اور سیاسی زندگی پر بڑا بھاری اثر پڑ جائیگا۔ اور صرف اسی کے ذریعہ سے گورنمنٹ ہند کے زاویہ نظر میں تبدیلی واقع ہوجائے گی۔ اب میں ہندو زندگی کے چند ایک عناصر کا ذکر کروں گا۔ جو ہماری کلیسیاؤں میں داخل کئے جانا چاہئیں۔ ان کا کچھ اشارہ رسولی زمانہ کی مسیحی کلیسیا میں ملتا ہے۔ ہم میں سے جنہوں نے آزادانہ طور پر خیال کیا ہے۔ وہ اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ بعض مشنری جو ہندوستانی خیال اور طرز زندگی سے بخوبی واقف ہیں۔ اور انگلستان میں کئی ایک صاحبان تصانیف بھی اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ گلاسگو کالج کا پرنسپل اپنی کتاب "دی چرچ اینڈ دی منسٹری ان دی ارلی سنچریز" میں حسب ذیل ذکر کرتا ہے۔

خط و کتابت کے وقت نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

رسولی کلیساؤں اور موجودہ مشرقی کلیساؤں کے درمیان مشابہت

ہم مشن فیلڈ کی ترقی کرتی ہوئی کلیساؤں کے دستورات میں بہت سی مشابہت معلوم کرسکتے ہیں۔ اور اس پر کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے۔ ابتدائی کلیسیائیں جو بت پرستوں کے اندر رہتی ہوئی ترقی کررہی ہیں۔ وہ آرگنائزیشن کی اصل سے بہت کچھ تعلق رکھتی ہیں"۔

رسولی زمانوں میں شہر کرنتھ کے اندر عبادت عامہ کے لئے ایک ایسی ہی مسیحی مجلس تھی۔ اور اگرچہ ہماری نظروں میں یہ بدیہی معلوم ہوتا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر مشرق کے گرم خون والے باشندوں کے درمیان مشن حلقوں میں ابھی بھی نظر آسکتی ہے۔ دکھن در اصل ہندوستان میں دیسی مسیحیوں کی میٹنگوں کے اندر جبکہ یورپین اثر ان کے مشرقی جوش کو روکنے اور مغربی صورتوں میں اُن کو منجمد کرنے کے لئے موجود نہ تھا میں نے سوائے "غیر زبانیں بولنے" کے ہر ایک بات دیکھی مرحوم پادری ٹی والکر ایم۔ اے کہتے ہیں کہ فی الحقیقت رسولوں کے اعمال باب پانچ عہدہ اور کام کے تمام محض مروجہ خیالات سے خاص طور پر معرا اور منزہ ہے۔ - - - - - - رسولی زمانہ میں انجیل کی بیرونی اشاعت اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ اس قسم کا برضا و رغبت خود اور آزادانہ کام بالعموم معمولی طور پر کیا جاتا تھا۔ زندگی خود مختاری اور ترقی اس اجتماعی جماعت کے خواص تھے۔ ہندوستان آج بآواز بلند ہماری زندگی اور کام میں ان صورتوں کو از سر نو ظاہر ہونے کے واسطے پکار رہا ہے۔ زندگی کی بجائے آرگنائزیشن پھر داخل ہرگز نہ ہونے دینا چاہیئے کیا مغربی کار گزاری ترکیب کی صورت کو اس ملک میں بکثرت کام میں نہیں لاتے یا خودروئیدگی۔ اصلیت اور نرمی بہت ہی کم ظاہر ہیں۔ ہمارے موجودہ طریقے اور ترتیبات میں بہت کچھ بدیسی خیالات مغربی طریقہ ناہمواری اور کلیسائیت کا بڑا ہی رنگ پایا جاتا ہے۔ اور اگر خدا نئے طریقوں اور نئے وسیلوں سے کام کرنے کے لئے ہندوستانی مسیحیوں کو اُٹھاتا ہے تو لازم نہیں کہ ہم اُنہیں "بے قاعدہ" کہیں یا اُن کو غیر مستند قرار دیں۔ بلکہ ہم ہر ایک نئے آغاز کے لئے جو سچی روحانی زندگی کا نتیجہ ہے شکرگذار بنیں +

لوتھر اور کالوین کا مقابلہ

جس تازگی اور قدرت کے ساتھ لوتھر اور کالوین نے پروٹسٹنٹ اصولوں کا ذکر کیا ہے اُس کی نظیر دنیا میں بالکل معدوم ہے۔ اور اگرچہ ان ہر دو مصلحین کے درمیان ذہنی قوتوں اور طبائع کا بڑا بھاری فرق تھا تو بھی مسیحی مذہب کے تین بڑے اصولوں اور تعلیمات میں اُن کا پورا اتفاق اور یکجہتی پائی جاتی ہے۔ یعنی کتاب مقدس کا آخری فیصلہ اور سند قطعی ہے۔ نجات صرف مسیح پر ایمان لانے سے ہے۔ اور کہ کل ایماندار کاہن ہیں۔ وہ کبھی ایک دوسرے سے ملے نہیں۔ مگر وہ ایک دوسرے کو دل سے پیار کرتے اور معزز اور معتبر سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب کالوین نے میلنگتھن کو خط لکھا تو اُس سے درخواست کی کہ میرا دلی سلام لوتھر کو دینا۔ اور جب لوتھر نے کالوین کی تصانیف میں سے ایک تصنیف کا مطالعہ کیا تو یوں بول اُٹھا۔ "اس کے ہاتھ پاؤں میں خدا کی مرضی ہے کہ جس کام کو میں نے کیا ہے اُس کو چلانے کے لئے وہ اوروں کو برپا کرے" لوتھر کی وفات کے بعد کالوین اٹھارہ سال تک اس کام کو کرنے کے لئے زندہ رہا جس کو لوتھر نے شروع کیا تھا۔ کالوین نے پروٹسٹنٹ تعلیمات کو ان کی اصل صورت میں نہایت ہی ترتیب کے ساتھ بیان کیا۔ جبکہ لوتھر اپنی تین اصلاحی کتابوں میں جو ۱۵۲۰ء میں لکھی گئیں اصلاح کی امتیازی تعلیمی حیثیت کو قابلیت کی پوری طاقت اور طرز بیان کے ایسے جوش کے ساتھ بیان کیا جس کی مثال پولس رسول کے زمانہ کے بعد کہیں پائی نہیں جاتی۔ وہ تین کتابیں یہ ہیں "جرمن شرفا سے اپیل" "کلیسیا کی بابلی اسیری" اور "مسیحی شخص کی آزادی"۔

پریسبٹیرین ایونجلسٹک کمیٹی کا آغاز

پریسبٹرین کلیسیا کے ذریعہ سے جو خاص بشارتی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اُس کی تحریک در اصل مسٹر ڈی ایل موڈی صاحب نے ۱۸۹۸ء میں امریکہ کے اندر شہر فیلاڈلفیہ کی پریسبٹرین سوشیل یونین کی ایک میٹنگ میں کی تھی۔ موڈی صاحب نے اس وقت یہ محسوس کرکے کہ اب میرا کام ختم ہوجانے والا ہے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ جو کام خدا کی پروردگاری میں میرے سپرد ہوا تھا اُس کو چلانے کے لئے تمام کلیساؤں میں سے پریسبٹرین کلیسیا سب سے زیادہ قابل اور موزوں ہے۔ یہ تحریک فوراً تسلیم ہوئی۔ اور فلاڈلفیہ کی سوشیل یونین کی طرف سے بشارتی کام شروع ہوگیا۔ اس کام میں مسٹر جان ایچ۔ کانورس صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ جب ۱۹۰۱ء میں شہر فیلاڈلفیہ کے اندر جنرل اسمبلی کا جلسہ فراہم ہوا تو بشارت کا مضمون بھی پیش آیا اور اسمبلی نے اس کام کے لئے ایک کمیٹی قائم ہونے کی بالاتفاق رائے دی۔ اور جنرل اسمبلی کے موڈیریٹر پادری

ایچ سی بیٹن صاحب ڈی ڈی نے بشارتی کام کی سب سے پہلی کمیٹی قائم کر دی جس کا میرمجلس مسٹر جان ایچ کانورس بنایا گیا میرمجلس صاحب نے ایک اور پادری ہے۔ ولبر شاپمین کو اس کا سکرٹری مقرر کیا اُس وقت سے یہ کام شروع ہو گیا جو آج بھی دنیا میں بڑی گرمجوشی کے ساتھ ہو رہا ہے۔

خدا کے سامنے سب کچھ آسان ہے

جس طرح خدا کے سامنے سب کچھ آسان ہے۔ اُسی طرح ایماندار کے لئے بھی سب کچھ ہو سکتا ہے۔ انجیل میں اس مطلب کی بہت سی آیات پائی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہوں سے نجات نہ صرف ممکن ہی ہے بلکہ یہ ایک جلیل القدر حقیقت ہے کہ جب گنہگار دل سے سچی توبہ کرتا اور دل سے مسیح کو اپنا منجی قبول کرتا ہے تو وہ تمام گناہوں اور اُن کے نتایج سے نجات اور پوری نجات پا لیتا ہے۔ جو شخص اپنی خطاؤں سے بچنا اور اُن تمام کردہ جرموں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے۔ جو اکثر مسیحیوں کو دکھ پہنچانے کا باعث ہوتی ہیں تو لازم ہے کہ وہ مسیح کے کفارہ کی قدرت میں شک نہ لائے۔ کیونکہ دو دلا آدمی اپنی ساری روشوں میں سمندر کی لہروں کی طرح ہے۔ اور اُسکو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جرمنی کی نئی بائیبل

موجودہ عالمگیر جنگ میں جو جرمن کا طرز عمل ہے اُس کے متعلق ایک نہایت ہی نازیبا اور حیرت انگیز تجویز جو جرمن نے سوچی ہے اور جسکا ذکر برلن کے ایک اخبار سے امریکہ کے ایک اخبار نے لیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جنگ کے بعد جرمن کا ارادہ ایک نئی بائیبل بنانے کا ہے۔ جو جرمن طبیعت اور اخلاق کے مطابق ہوگی۔ وہ اعلان یہ ہے کہ "اس جنگ کے اختتام پر جبکہ جرمنی نسل دوسرے تنفس کی نئی طاقت اور زندگی کے ساتھ برپا ہوگا تو ہمارے سب سے پہلے کاموں میں پہلا کام یہ ہوگا کہ ہم ایسے قابل اور ماہر آدمی مقرر کرینگے۔ جو نہ صرف ہمارے ہی فائدہ کے لئے بلکہ بنی آدم کی اخلاقی رفعت کے لئے ایک نئی زیادہ جلیل القدر اور زیادہ خالص بائیبل پیدا کریں۔ جو جرمن طبیعت اور علم اور اخلاق سے پر ہو۔"

اگرچہ جرمن ذہن وزیر کا اصلی لب ولہجہ ہے تو یہ ایک مزید ثبوت اس امر کا ہے کہ دنیا جرمن کو اخلاقی اور دماغی طور پر بالکل سمجھنے میں حق بجانب ہے جرمن لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بائیبل کو صحیح طور پر از سر نو اس سے بہتر لکھ سکتے ہیں۔ جو خدا نے ہم کو عطا فرمایا ہے۔

سکھوں کے گرنتھ صاحب کی کانٹ چھانٹ

سکھوں کے گرنتھ صاحب کا جو ان کی مقدس کتاب ہے ہر ایک مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے واقف ہے کہ اس میں نہ صرف ان کے گوروؤں کے ہی کے واکیہ ہیں۔ بلکہ دیگر بھگتوں کی بانیاں بھی اُس میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً کبیر بھگت وغیرہ کے واکیہ۔ اور جس عزت اور سند سے وہ اپنے گوروؤں کی بانیوں کو دیکھتے اور استعمال کرتے ہیں اسی نظر سے اُن بھگتوں کی بانیوں کو بھی دیکھتے ہیں اور یوں ان گوروؤں اور بھگتوں کے درمیان کوئی امر مابہ الامتیاز باقی نہیں رہتا۔ اس لئے سردار روپ سنگھ ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی نے سکھوں کے روبرو یہ تجویز پیش کی ہے کہ گرنتھ صاحب میں صرف سری گرو واک یعنی گوروؤں ہی کا کلام ہونا چاہیے۔ باقی تمام بھگتوں کی بانیاں اس میں سے نکال ڈالنا چاہیے۔ سردار صاحب اپنی تجویز کی پختگی میں ایک وزن دار وجہ اس کی یہ پیش کرتے ہیں کہ اس وقت گرنتھ صاحب کے اندر ہر معاملہ میں اجتماع ضدین پایا جاتا ہے۔ مثلاً آواگون کا کھنڈن بھی ہے۔ اور منڈن بھی۔ مگر اس تجویز کے مخالفوں کا یہ استدلال ہے کہ اگر گرنتھ صاحب میں کانٹ چھانٹ شروع ہوگئی تو یہ سلسلہ غیر متناہی ہوگا سردار صاحب کی یہ رائے اور تجویز تو معقول ہے۔ مگر دیکھیں کہ سکھ قوم اس بارہ میں کیا روش اختیار کرتی ہے۔

دسہرہ اور محرم

امسال اتفاق سے دسہرہ اور محرم ایک ہی تاریخ پر آ پڑے ہیں۔ جو اپنی نوعیت اور اصول اور عمل میں ایک دوسرے کے متباین ہیں جس سے ہندو۔ مسلمانوں میں باہمی فساد کا سخت احتمال ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ دونوں فریق اس موقعہ پر باہمی مصالحت اور اتفاق قایم رکھنے کی کوشش بھی بڑے زور شور سے کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ وقت بڑے امن اور باہمی حسن سلوک کے ساتھ گزر جائے۔ جو جد وجہد اس معاملہ میں ہو رہی ہے اس کے متعلق ایک اخبار یہ خبر دیتا ہے کہ پرتاپ گڈھ کے ہندوؤں نے دسہرہ کی تاریخیں بعد محرم کے رکھی ہیں۔ اور وہ خود کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی تاریخیں نہیں ٹل سکتیں مگر ہم اپنی تاریخیں ٹال سکتے ہیں۔ اسی طرح قصبہ جانسٹھ ضلع مظفرنگر واقع صوبجات

متھرہ میں بموجودگی تحصیلدار اور سب انسپکٹر پولیس ہندو مسلمانوں کی ایک کمیٹی قائم کیگئی ہے اور اُن کو کہا گیا ہے کہ باہمی اتفاق سے دونوں فریق اپنا اپنا وقت مقرر کریں تاکہ کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو۔ اس پر ہندؤوں کی جانب سے کہا گیا ہے کہ ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ جب تک محرم اور دسہرہ ساتھ ساتھ رہیں گے ہم رام لیلا نہ کرینگے۔ اور نہ ہی کسی قسم کا جلوس نکالینگے چنانچہ تمام ہندو اصحاب نے ایک معاہدہ لکھکر اس پر دستخط کر دیے ہیں۔" ہندؤوں کی ایثار نفسی اور بردباری قابل تعریف ہے۔ انہوں نے بہت کچھ چھوڑ دیا۔ لیکن کیا مسلمانوں نے بھی کچھ رعایت ہندؤوں کو دی ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی رعایت نہیں کی۔ اس کے لئے مسلمان قابل تعریف ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ہندؤوں کی یہ رعائتیں مسلمانوں کو دینا اُن کی نرم مزاجی اور آشتی پسند طبیعت پر دال ہے۔

بشارتی مہم } لودیانہ اور لاہور کی پریسبٹیریوں نے جو حال میں انبالہ شہر اور لاہور میں علی الترتیب منعقد ہو چکی ہیں۔ بشارتی مہم کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ماہ فروری میں بجائے ایک ہفتہ کے دو ہفتوں تک ہوتی رہے۔ ایک ہفتہ شہروں میں اور دوسرے ہفتہ دیہات میں بشارتی کام کیا جائے۔ اس کام کے لئے ہر کلیسیا در خاندان میں جماعتی اور شخصی تیاریاں کرنا ضروری ہے۔ خاصکر دعا اور کلام کے ذریعے سے کیونکہ یہ کام خدا کی روح ہی سے ہو سکتا ہے۔ جماعت اور افراد میں روح القدس کی حضوری اشد ضروری ہیں۔ باقی کی کل تیاریاں اور اس کے سامان بھی اگرچہ ضروری ہیں مگر بعد میں۔ کیونکہ روح القدس کی موجودگی اور کام کے بغیر دوسرے تمام وسائل اور سامان بے سود اور رائیگاں ہیں۔ "یہ زربابل کے لئے" اور ایسا ہی ہر مسیحی کے لئے خداوند کا کلام ہے کہ نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے رب الافواج فرماتا ہے۔

یعقوب رسول کے خط عام کی تفسیر } معہ چند درسوں اور مفید دیباچہ وغیرہ کے مِن تصنیف ڈاکٹر جے۔ ایچ۔ آر بیبن صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی۔ اُستادان و مبشران انجیل جلیل کے لئے مخصوص ہے۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور سے بقیمت ۱۲ مل سکتی ہے۔ نہایت مفید اور نصیحت آموز کتاب ہے۔ اُردو زبان اور حروف میں عمدہ کتابت اور کاغذ پر چھپی ہے۔ ضرور خریدیں۔ اور روحانی حظ اُٹھائیں۔

مسیح کے حق میں چند پیشینگوئیاں } مِن تصنیف مس ایم۔ آر گرینفیلڈ صاحبہ۔ نام ہی سے کتاب کا مضمون ذہن میں آجاتا ہے۔ اس کتاب کے دو کالم ہر صفحہ کے اندر ہیں۔ پہلے کالم میں پرانے عہدنامہ سے مسیح کے حق میں پیشینگوئیاں درج ہیں۔ دوسرے کالم میں ان کی تشریح و تائید و تکمیل پائی جاتی ہے جو نئے عہدنامہ میں ملتی ہے کتاب کے شروع سے آخر تک یہی سلسلہ ہے یہ رسالہ رومن اُردو میں چھپا ہے۔ قیمت نامعلوم الہ آباد ٹریکٹ سوسائٹی سے مل سکتا ہے۔

مسیح کی تمثیلیں } یہ چھوٹا سا رسالہ رومن اُردو میں ہے۔ مسیح کی تمثیلیں اختصاراً درج ہیں۔ سکاٹش مشن انڈسٹریز۔ کو۔ لمیٹیڈ میں چھپا ہے اور غالباً وہاں ہی سے مِل بھی سکتا ہے۔ قیمت غالباً ایک پائی یا کچھ اور ہوگی۔

دنیا کا بیان } رومن اُردو میں مختصر سا باتصویر جغرافیہ ہے۔ الہ آباد مشن پریس میں چھپا ہے۔ قیمت اغلباً دو تین پیسے ہوگی

موت اور زندگی } نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی الہ آباد سے بقیمت ایک پیسہ مل سکتا ہے۔ یہ رومن اُردو میں موت اور زندگی پر چھوٹا سا درس ہے۔

دعا کی کتاب پر سوال وجواب } پہلا حصہ پادری اے کرسٹفر وایٹ صاحب نے رومن اُردو میں تصنیف کیا۔ سی۔ ایم۔ ایس کی دعائے عمیم کی کتاب میں سے صبح اور شام کی نمازوں پر سوال وجواب ہیں۔ سی ایم ایس سکندرہ آگرہ میں طبع ہوئی ہے قیمت شاید ایک دو پیسے۔ غالباً نارتھ انڈیا ٹریکٹ سوسائٹی الہ آباد سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

حال ہی میں برٹش فوج نے سالونیکا کے محاذ پر مقام سیرس کے مغرب میں موموٹس پر حملہ کیا اور ۱۱۰ آدمی اور دو کلدار توپیں لے لیں۔ **جرمن سو خیال سٹ آرمی** صلح کے درپے ہو رہے ہیں۔

خدنگِ اجل

اجل یا موت دُنیا میں ایک عجیب حیرت افزا اور ہیبت ناک خیال پیدا کرتی ہے۔ انسان کی زندگی کا خاتمہ موت کی تلخی ہی پر منحصر ہے۔ موت انسان کے تمام حوصلے پست کر دیتی ہے۔ اور اُس کے کبر و نخوت کے جام کو اُلٹا دیتی ہے۔ موت انسان کے تمام ارادوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ اور اُس کے مستحکم منصوبوں کو توڑ ڈالتی ہے۔

اگرچہ انسان موت کی کرخت چٹان اور سخت گھاٹی سے گذرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ لیکن حسرت کے ساتھ اُس کو گذرنا ہی پڑتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ موت دُنیا میں ایک عجیب چیز خدائے قادر مطلق نے بنائی ہے جس کے ہاتھ سے کسی فرد بشر کو مخلصی نہیں کیا جوان کیا بڈھا اور کیا بچہ موت کے نزدیک سب یکساں ہے۔ موت لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپے کی کچھ پرواہ نہیں کرتی۔ ابتدائے دُنیا سے آج کے زمانے تک کوئی ایسا گھر خالی نہیں ہے کہ جہاں موت نہ مہمان ہوئی ہو یا موت نے اپنے زہر کی تلخی میں بجھے ہوئے تیر سے کسی فرد بشر کا نشانہ نہ کیا ہو۔ اگرچہ صفحۂ دہر پر ہر شخص جانتا ہے کہ ایک نہ ایک دن مجھے ضرور جام مرگ نوش کرنا ہے۔ لیکن تاہم وہ موت کو چنداں محسوس نہیں کرتا۔ اگرچہ اُس کے روبرو ہزارہا فرد بشر مرتے اور زندگی سے کاٹے جاتے ہیں۔ تو بھی اس کو اس بات کا خیال تک نہیں۔ ہاں اتنا تو ضرور ہے کہ اگر انسان کو اسی کے عزیز و اقارب کے مرنے کی خبر ہو تو تاسف سے کف افسوس ملتا ہے۔ اور کچھ ماتمی اظہار بھی کرتا ہے۔ لیکن چند ایام کے گذرنے پر وہ اس قسم کے رنج کو فراموش کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ بہ نسبت موت کے خیال کے اُس کے دل میں دنیاوی تفکرات زیادہ جاگزیں ہوتی ہیں جو کہ صرف بلحاظ عمر کی کوتاہی کے محض دقیانوسی تصور کی جاسکتی ہے۔

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ موت ظاہراً انسان کو بری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ موت انسان کو اُس کے لواحقین اور عزیز و اقارب سے جدا کرتی ہے۔ لیکن تو بھی موت کے زہریلے ڈنک میں ایک نہایت عجیب اثر ہے جو کہ انسان کو اس کی تمام تکلیفات سے رہائی بخشتا ہے۔ بالمقابل موت کے نظام عالم میں ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ موت خداوند تعالےٰ کا ایک خفیہ راز ہے جس میں کہ تمام عالم کی بھلائی ہے۔ اگر موت دنیا میں نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ انتظام دنیوی میں عجیب تبدیلیاں ظہور میں آتیں۔ بلکہ سب سے بڑا اہم مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا اور اُس کی خدائی سے منکر ہو جاتا۔ استاد ذوق نے اپنے علمیت کے تقاضے سے اس پہلو پر خوب غور کر کے یہ شعر فرمایا ہے۔ کہ ؎

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انسان
تھا وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

اور پھر یہ بات کہ انسان کے قوائے دماغی و اعضائے جسمانی کچھ قدرت کاملہ نے ایسے ہی بنائے ہیں کہ انسان دنیا میں زیادہ رہ کر ناقابل ہو جاتا ہے جس کی زندہ مثالیں لاکھوں ہمارے سامنے موجود ہیں یعنی کہ انسان اپنی عمر کی زیادتی میں آکر تمام کاروبار دنیوی سے بلکہ بہ نفسہٖ خود محتاج ہو جاتا ہے۔ اُس کے تمام بدن میں رعشہ آجاتا ہے۔ اور وہ اس قابل بھی نہیں رہتا کہ خود کسی کام کو انجام دے سکے۔ جبکہ انسانی قوت کا یہ حال ہے تو کہیے کہ بغیر موت کے انسان کو اپنی عمر کی زیادتی میں کن کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑیگا

موت ہماری روحانی زندگی کو خاک میں نہیں ملا سکتی بلکہ یہ روح کی ایک تبدیلی کا باعث ہے۔ روح اپنے جسم کو چھوڑ کر عالم بالا پر پرواز کرتی ہے۔ اور ہماری روحانی زندگی کو ایک نئے لباس میں تبدیل کرتی ہے جو کہ قیامت تک باقی رہتی ہے۔ اسبات پر اب یہ سوال بھی عائد آسکتا ہے۔ کہ اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو ہماری روحانی اور جسمانی زندگی کا سر مو بھی فرق نہ ہوتا۔ اور نیز ہم اپنی حالت میں خود یہ امتیاز بھی نہ کر سکتے کہ آیا ہماری حالت نیک ہے یا بد۔

موت کا ہونا دنیا میں ایک ضروری امر ہے انگریزی شاعروں میں کاوپر اور کیٹس ایسے شاعر گذرے ہیں کہ جن کی تمام عمر ایک عجیب مایوسی کی دلدل میں ختم ہوئی۔ وہ ہمیشہ مغموم اور دل آزردہ رہتے تھے۔ ہر وقت ان کے دلوں میں حسرت اور ناامیدی کے خیال چٹکیاں لیتے رہتے تھے حتیٰ کہ موت کے وقت تک اُن کا یہی عالم رہا۔ کاوپر مرنے وقت بھی اپنی پریشانی کی حالت میں یہ کہہ کر مرا کہ مجھے لامحدود مایوسی اور ناامیدی معلوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کاوپر کو اس کی زندگی ایک وبال جان معلوم ہوتی تھی۔ مگر موت نہ ہوتی تو کاوپر کو ہمیشہ ایسی ہی حالت کا سامنا رہتا۔ کیٹس کی حالت اس سے بھی خطرناک تھی یہ شاعر اپنی جوانی میں مرا تھا۔ چونکہ یہ جوان زمانے کے ظلم اور اپنے ہمعصروں کی ناقدری سے از حد تنگ آگیا تھا۔ اس لئے موت کو اپنی نجات سمجھتا تھا۔ اس کا ایک فقرہ نہایت مشہور ہے۔ جو کہ اس نے اپنی موت سے پہلے کہا تھا یعنی کہ ”مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اوپر سبزہ نکلا ہے“

ایسی اور بہت سی مثالیں ہیں کہ جن سے موت کا لازم ہونا انسانی زندگی کے تقاضے سے

ایک ضروری امر ہے۔ گویا کہ ہماری ساخت ہی سے موت کا پیغام ہم کو ملتا ہے۔ جیسا کہ اُستاد ذوق نے فرمایا ہے ؎

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے۔
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے۔

اور دوسرے مضمون میں اس کا مطلب یوں ہے کہ ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

جو جو تبدیلیاں زمانے میں موت سے پیدا ہوتی ہیں وہ شاید اور کسی امر سے نہیں ہو سکتیں۔ اور جو جو خیالات انسان کے دل میں موت سے پیدا ہوتے ہیں وہ اور کسی چیز سے نہیں ہو سکتے۔ ایک صدی کے گزرنے پر زمانہ بدل جاتا ہے۔ اور اُس کی روشیں بھی تبدیل ہو جاتی ہیں۔ کہاں ہیں پچھلے زمانے کے علما کہ جن کی تحریرات اور تقریرات سے ہم اس زمانے میں مستفیض ہو رہے ہیں۔ جن کی کتب ہائے موجودہ ہمارے خیالات کی نیک اصلاح کرنے والی ہیں۔ وہ سب موت کا جام نوش کر کے اپنے اپنے مزاروں میں روپوش ہو گئے۔ اور صرف اپنی یادگاری کے لئے اپنی تحریریں چھوڑ گئے ہیں۔

موت ہمیں بجنسہٖ خود نقصان نہیں پہنچاتی بجز اس کے کہ ہمارے جسم کو بے حس و بے حرکت بنا دے۔ اور ہم کو بظاہر ملکِ عدم یا نیستی کے بیابان میں پہنچا دے۔ لیکن اگر ہماری زندگانی روحانی زندگی ہے تو ہمیں یہ ایک نہایت دلچسپ موقعہ معلوم ہوگا۔ اور ہم اُس وقت کو خوشی سے قبول کرینگے۔ جبکہ موت ہم کو دنیا سے جدا کرنے کے لئے آئیگی۔

جو لوگ دنیا میں اپنی زندگی سے لاپرواہ ہیں اور نہیں جانتے کہ ہماری زندگی ایک بیش قیمت زندگی ہے۔ اُن کے لئے موت کا وقت ایک نہایت ہولناک وقت ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اب ہمارا آخری وقت نامعلوم کہ ہم پر کیا غضب ڈھائیگا کیونکہ اُن کو تسکین نہیں ہے کہ ہماری روح بعد از مرگ کس جگہ جائیگی۔ اور کس حالت میں رہے گی۔ اب اس لئے ہم کو ضرور ہے کہ موت سے پہلے ہم اپنی زندگی کا خود معائنہ کر لیں کہ آیا ہماری زندگی تسلی بخش زندگی ہے یا نہیں۔ اسبات کو بہت کم لوگ محسوس کرتے ہیں۔ خاص کر وہی کہ جن کے دل خداوندی پاکیزگی سے پاک اور اُس کے نور سے روشن کئے گئے ہیں۔ وہ لوگ اپنے نزع کے وقت بھی ویسے ہی خوش نظر آتے ہیں جیسا کہ وہ اپنی عام زندگی میں۔ اُن کے لئے کسی طرح کی اضطرابی اور پریشانی نہیں ہے کیونکہ اُن کو ٹھیک معلوم ہے کہ ہماری زندگی ہم کو ایسے دقیانوسی وسوسوں سے محفوظ رکھیگی۔ جبکہ ہم موت کی وادی میں پھریں گے

موت کا حیرتناک سین ہماری زندگی کے ہر پہلو پر ایک عجیب عبرتناک حاشیہ چڑھاتا ہے ہم کو ہمارے وقتِ واپسین ہی وہ کل کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ جس پر ہماری انسانی زندگی کا دارومدار رہا ہے یعنی کہ موت ہی ہماری زندگی کے تمام رازوں کو فاش کرتی ہے۔ اور ٹھیک اُسی وقت ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری زندگی اس دنیا میں کیا تھی۔ یہ وہ وقت ہے۔ جبکہ انسان اپنے سب لواحقین کو خیرباد کہہ کر ملکِ عدم کو سدھارتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے دنیا سے علیحدہ ہوتا ہے۔ ایک انسان کی موت اُس کے سب ہمعصروں کے لئے عبرتناک ہے۔ اگر اُس پر غور کیا جائے جو شخص کہ اپنی موت کے پلیٹ فارم پر کھڑا ہے۔ اُس کو اپنی زندگی بالکل ایک دھواں معلوم ہوتی ہے جو کہ تھوڑی دیر تک نظر آتا ہے۔ اور پھر غائب ہو جاتا ہے۔ ہماری روزمرہ زندگی کے مشاہدے اور اُس کے نتائج موت کی زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں اُس وقت تک جبکہ ہماری عمر کا سلسلہ ختم نہ ہو۔

موت انسان کو عالمِ اسفل سے منفک کر کے ایک ایسے عالم بالا پر پہنچاتی ہے۔ جہاں کہ انسان کو اپنے اعمال حسنہ یا بد کی پوری کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور اُس کو ٹھیک معلوم ہو جاتا ہے کہ اب میری زندگی کا انجام کیا کچھ ہوگا۔ لیکن اب ہم اسبات پر خیال کرتے ہیں کہ موت مسیح کے بغیر انسان کو کہاں تک نقصان پہنچا سکتی ہے؟ موت مسیح کے بغیر انسان کے جسم اور اُس کی روح کو نیست و نابود کر دیتی ہے حتی کہ اُس کا کوئی باقی نہیں چھوڑتی۔ موت اُن کے لئے نہایت ہولناک ہے کہ جنکا ایمان مسیح پر نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُن کی زندگی ایک بیش قیمت زندگی ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ دنیا میں ایسے ہیں جیسے مُردہ۔ وہ کان رکھتے ہیں پر نہیں سُنتے۔ وہ آنکھیں رکھتے ہیں پر نہیں دیکھتے۔ لیکن وہ سب اُس وقت سُنیں اور دیکھیں گے جبکہ وہ ہمارے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کے آگے قیامت کے دن حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے۔ اور کہیں گے افسوس ہم نے مسیح کو قبول نہیں کیا۔ لیکن ؏ پھر پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

مرقومہ۔ جارج ملٹن قائم لدھیانوی

حسن ابدال

گزشتہ سے پیوستہ۔

سو جب سکندر اعظم دریا سے پار ہوا۔ راجہ ٹکسلا فوراً سکندر اعظم سے جا ملا۔ اور اُس کے ساتھ جہلم تک بڑھ کر مہاراجہ پورو جس سے نفاق چلا آتا تھا خوب دل کے بخار نکلے۔



اس کے بعد اہل اسلام کے وہ بارہ حملے جو تاریخ میں مشہور ہیں۔ اسی شہر کے قریب سے گذر کر ہوتے رہے ہے۔ جس کے ساتھ محمود غزنوی۔ محمود غوری امیر تیمور۔ سلطان بابر اور نادر شاہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بادشاہ ہند پر فوج کشی کرنی چاہے۔ وہ اس جانب کے سوا اور کسی طرف سے ہند میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مگر یہاں دوسرا سمندر کا راستہ ہے جہاں سے غنیم جہازوں پر آسکتا ہے۔ اور جو ادھر سے جنگ پر چڑھے اُس کو بھی لازم ہے کہ اسی ہی شہر کے قریب سے ہو کے ہوئے جاویں۔

لہذا ۱۸۳۲ء میں

جب لارڈ آک لینڈ ہند کے گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے اُن کے عہد میں افغانوں سے جنگ چھڑی۔ اس وقت مہاراجہ رنجیت سنگھ پنجاب نے بھی اپنی سکھوں کی فوج کو مدد کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اس جنگ کا سپہ سالار سر جان کین مقرر ہوا۔ اور اسی ہی راہ سے گذر کر قندھار پہونچا۔ اور شاہ شجاع کو بڑی دھوم دھام سے پھر تخت پر بٹھلایا اور غزنی پہونچ کر اُس کے قلعہ کا ایک بڑا دروازہ بارود سے اُڑا دیا اور ۱۸۳۹ء کو قلعہ سر کیا۔ اور کابل آ نکلے۔ دوست محمد خاں تو بھاگ کر شمال کی طرف جا چھپا اور ہماری سرکار کا تسلط ہو گیا۔

۱۸۸۰ء میں لارڈ رپن کے عہد میں پھر کابل پر حملہ ہوا جو بہت ہی مشہور ہے۔ جس کے سپہ سالار **لارڈ رابرٹس** تھے۔ جنہوں نے اسی راہ سے پہونچ کر ایوب خاں کو شکست فاش دی۔ اور اسی حسن ابدال کے پڑاؤ پر ٹھہر کر راولپنڈی واپس چلے گئے۔ جنگ کے باعث گرانی تو تھی ہی۔ ادھر قحط نے سر اُٹھایا جس کے دور کرنے کو لارڈ رپن نے مسیحی ہمدردی سے ریلوں کے جاری کرنے کی تجویز سوچی۔ اور کامیاب بھی ہوئے ۱۸۸۲ء کو

ضلع گوجرانوالہ

موضع چودھری چک کے چند خاندان ریلوں کی مزدوری کرنے کو نکلے۔ اور دریائے سندھ کے پُل کو جا بنایا۔ اور اس کے بعد کیمبلپور اور حسن ابدال میں بود و باش اختیار کی۔

شکرگزاری ہے

روحوں کے باپ پروردگار
ہم تیرے ہیں شکرگزار

التجا

روح الٰہی روح مقدس اب چمکا تو اپنا نور
کر مسرور تو ہیکل آ اور اس کو کر معمور۔

چند سال ہوئے کہ روحانی شہنشاہ نے اپنے روحانی ------ (جرنیل) جناب پادری ڈبلیو ٹی۔ اینڈرسن صاحب امریکن مشن ڈی ڈی کو اس شہر حسن ابدال کے فتح کرنے کو روانہ کیا۔ جنہوں نے پادری جمیل الدین صاحب (بنگالی) کے ساتھ آکر خداوند یسوع مسیح کی انجیل کا بگل پھونکا۔ اور لوگوں کے دلوں جو بطالت کے تحت میں تھے۔ بطالت (دلیری) سے چھڑا کر جہاں تہاں سے جھاڑی جھنڈی کاٹی۔ پتھر روڑے دور کئے۔ اور زندہ کلام کی کاشتکاری شروع کی۔ اس کے بعد ایک دو بھائی اور کاشتکاری کو آئے اور چونکہ زمین پتھریلی تھی۔ نا امید ہو کر چلے گئے۔

مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۶ء کو ایک مسیحی خاندان جسکا پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ بلوچستان اور سندھ باشیوں کو کلام سناتا راولپنڈی وارد ہوا۔ اور ۱۳ جنوری ۱۹۱۶ء کو مشن مذکورہ کا ملازم ہو کر حسن ابدال پہونچا۔ اس خاندان کا سُرنا تجربہ کا نالائق تجربہ بڑھانے کی غرض سے روحانی (نمبرداروں) یعنے مولویوں پنڈتوں گرنتھیوں۔ بیراگیوں۔ سناسیوں (جو سینکڑوں چیلے رکھتے ہیں) پیروں۔ مقبرے کے مجاوروں۔ تکیے دار فقیروں۔ شیوالے کے پجاریوں اور مہنتوں سے جا ملا کہ ان کے قبضہ کے ارضیات دل کا پتہ لگے کہ کس ڈھنگ سے ان کے دلوں پر زندہ کلام بویا جائے۔ جس کا ذکر زندگی بخیر تو آئندہ ملاقات پر عرض کرونگا۔ اب اس زمین کی بابت جسکا کوئی نمبردار نہ تھا۔ اس لئے یہ زمین سخت پتھریلی تنخواہ اور مربیوں کی خواہش کی جھاڑی سے پُر اور رسم چھیں دیگرے نیست کے پتھروں سے اٹ رہی تھی۔ توجہ ہوا شکر خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کا کہ اس روح کی محبت سے جو ہر غالب پر غالب ہے۔ مورخہ ۵ اگست ۱۹۱۶ء کو شیطان کا تخت اُلٹ دیا ہلیلویاہ!!

اور ۹ خاندان کی اٹھتیں (۳۸) چھوٹی بڑی جانوں نے خداوند یسوع مسیح کا اقرار کیا۔ اور بپتسمہ پانے کو تیار ہوئے۔ جس کی خبر فوراً بندہ نے جناب ڈاکٹر اینڈرسن صاحب کو دی جو ۹ ستمبر ۱۹۱۶ء کو معہ مس ایم اے لارنس صاحبہ دوپہر کی ٹرین سے آئے افسوس کہ اس دن ایک خلاصی کی بیٹی مر گئی تھی۔ ہم تو اس کے کفن دفن میں لگے ہوئے تھے کہ پادری صاحب کے آنے کی خبر قبرستان میں ملی۔ بندہ فوراً مکان پر آیا اور ہر دو کو سلام بجا لایا۔ کچھ گفتگو کے بعد ڈاکٹر صاحب اور مس صاحبہ تیار ہوئے کہ ان غمزدہ روحوں کو تسلی دیں۔ لہذا چاء تک پینا ملتوی کیا اور (دوپہر کے بعد والی) دھوپ میں پیدل چلتے ہوئے ان کے گھر گئے۔ تب غمزدوں کو ڈاکٹر صاحب نے اور عورتوں کو مس صاحبہ نے بڑی ہمدردی سے تسلی دی جسکا اثر اب تک ان کے دل پر ہے۔ اور رہیگا۔

التماس ہے کہ ان روحوں کے لئے ضرور دعا کی جائے کہ یہ حقیقی انگور سے پیوند ہو کر پھل

لاہیں۔ الراقم جے۔ اے ایس ولیمس نظرباز مدبشرانجیل حسن ابدال

ریویو

بر رسالہ

سرچشمہ مذاہب کی پیمائش

ناظرین ضرورت نہیں کہ مضمون نگاری کروں صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مدتوں ہمارے بھائی ہندو محمدی طرح طرح کے اوزاروں کو کام میں لا کر مسیحی مذہب کی بنیاد کو ہلانا چاہتے ہیں۔ انہیں ہتھیاروں میں سے ایک کتاب بنام سرچشمہ مذاہب مصنفہ بابو گنگا پرشاد صاحب ایم۔ اے ایم۔ آر۔ اے ایس جو کہ میرٹھ کالج میں انگریزی اور منطق کے پروفیسر اور بعدۂ اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ میں پراونشل سول سروس کے ممتاز عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں بڑی علمی لیاقت اور زمانہ حال کے محققین کے قدم پر چلکر ویدک مذہب کو تمام مذاہب کا سرچشمہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہمارے بزرگ پادری غلام مسیح صاحب نے جو کہ مینپوری چرچ کے پاسٹر ہیں اس کتاب کی پیمائش کی اور بابو صاحب کی دلائل کا باطل ہونا ایسی اعلیٰ درجہ کی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس کا جواب نہیں ہو سکتا۔ جو آریہ دعوے کرتے ہیں کہ ویدک مذہب سب مذاہب سے قدیم ہے اور سارے مذاہب اس سے نکالے گئے ہیں اس کتاب سے بہتر اور کتاب میری نظر سے نہیں گزری جو اس دعوے کو باطل ثابت کرے عبارت بالکل سادہ ہے۔ مصنف کی غرض عام فائدہ ہے نہ کہ زباندانی۔ ہمارے مسیحی بھائیوں کو کم از کم ایک ایک رسالہ منگانا چاہیے۔ اور جو چاہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کو تقسیم کریں ان کے لئے رعایت ہے قیمت مشنری صاحبان سے ۵ر اور پادریوں سے ۴ر مناادوں سے ۳ر حسب ذیل سے منگوایئے۔

پادری جی۔ ایم۔ غلام مسیح پرسبٹرین چرچ مینپوری

الراقم۔ آپ کا بھائی۔ پادری نظیر حسین قائمقام پاسٹر اٹاوہ چرچ۔

التماس

بخدمت مسیحی شعرا

مہربانی سے کوئی صاحب ذیل کی پنجابی نظم کو

ہندوستانی نظم

کا

لباس پہنا دیں

اُچکی دُنیا دا کھچ ووُ

جنہاں روپے دے واسطے رُٹ پٹے
اُوتاں آپے ہی ڈگے جے وچ کھوئی
رنبے نال ہے وڈیائی جب ندا
جیہڑا اسدے نوں ماروا ہے کوئی۔

دُنیا مکر فریب دے رنگ رتّی
وچوں ایہہ چڑیل ہے وانگ رتّی
ایہدی شکل نوں ویکھدے بال تّبی
اینویں دیہل دا جانہ دیکھ سوئی

کیہڑی اوت نکھتی نے گھر گھوں
بچھیا آج ووا پایمیں بے شنے اگوں

داڑھی مُٹ کے تیری ایہہ پھڑے چُوں
بھرے دانے اجار دی وانگ چوہی

جنہوں جانہ اپنا دوست یارا
جیہڑے اگے ہیں پڑونا گوشت یارا
اوہ تاں سجناں لاہوندی پوست یارا
نگر لاؤندی کتیاں کرہوتی لو

جھوٹے پیار دے نال ایہہ بہت ہتے
تینوں سوہنیاں صورتاں کڈھ وتّے
تینوں لٹ گھسٹ کے دے گھتے
نگر ورا نہ کرن اوہ دے ادئی۔

تینوں رب دا ابھو نہ کرن دیوے
تینوں دس دی جھوٹ دے لایوے
تا نے کرشے کلیجڑا لا تھیوے
نگروں چوہدی ولد دے وچ سوئی۔

ذات پات دا خوب اُٹھا جھگڑا
اونچ نیچ دا نال بنا رگڑا
ویر بھائیاں وچہ دے پا نگڑا
بیڑا ڈوبدی تیرا اوہ وچ دوئی

جرانی انہیوں نال بیس ٹوہنی دے
ہتھ پے گئیں بھیڑی توں شومنی دے
نال کھائیں بھوانٹی گھومنی دے
تیری جان انیاں دی موت موئی۔

جیوے ہتّی تے ہتی تو دو ہتیاں
نا ے کریں جاپر توں پا ہٹیاں

کھوٹ لکھ کرڑ۔ توں پیا کھٹیاں
انیویں جابینگا ملیا تیں دانگ چھوئی

کم آون نہ حسن جوانیاں نی
انیویں جان اہ سب سلطانیاں تی
ذات پات دی میں شیطانیاں نی
چھڈ دینویں تاں ہوگیی سرخروئی۔

کل چھڈناں ہے اج چھڈ دو
دلوں دشمنی نوں ہن باہر کڈھو
اگے رب دے رو کے ہتھ ٹڈو
موج مناں دے وچ پا رب روئی

بڑ نیگار۔ ہاں سبھ توں کھان کرے
اسیں مایا فریب دے وچ مروے
تار دیویں تاں سایاں ہاں تروے
دایادان ہین رتا گرایل تو ہی

واعظ آیا اہ خبر سناونے نوں
یسوع آیا تناڈے بچاونے نوں
جیوں دے کے تانے ٹھنڈ پاونے نوں
تیری جاں جو پاپ دی اگن ہوئی۔
راقم۔ واعظ۔

ضرورت

دھولپور واقعہ راجپوتانہ کے لیڈی ہارڈنگ میموریل ہسپتال میں ایک سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے۔ پتہ ذیل پر درخواست کرو۔
ڈاکٹر ایف۔ایم۔ پیٹن صاحب
بپٹسٹ مشن۔ ٤٤ لوئر سرکلر روڈ کلکتہ۔

سیالکوٹ کنونشن

بڑی خوشی اور اطمینان کا باعث ہے کہ **سیالکوٹ کنونشن** امسال بھی کامیابی کے ساتھ فراہم ہوئی۔ اور عمدہ عمدہ روحانی نتائج برآمد ہوئے۔ امریکن مشن سیالکوٹ کے مسٹر ایم ایچ گورڈن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ سیالکوٹ کنونشن کا چودھواں سالانہ جلسہ خود ایک تاریخ ہے مگر اس کے زندگی بخش مضامین اور تقویت دہ درسوں نے ان کے دلوں پر اپنا اثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ جن کو یہ مبارک موقعہ حاصل ہوتا رہا ہے اگرچہ غیر معمولی کثرت بارش کی وجہ سے اب کی دفعہ کنونشن کی تعداد ١٢٠٠ سے زیادہ نہ ہوئی۔ تو بھی باہمی ہمدردی اور اتحاد۔ باہمی میل جول اور قلبی محبت کا نظارہ پرلطف اور باخیر تھا میتھوڈسٹ مشن دہلی کے پادری آر کلینسی صاحب صدر مجلس تھے۔ اور تقریر کنندگان میں سے یو۔پی مشن کے پادری لسبورل صاحب۔ بنگلور کے پادری ٹامل ٹریوڈ صاحب اور میتھوڈسٹ مشن کے پادری سٹینلی جونس صاحب خاص تھے۔ ان اصحاب نے گناہ۔ نجات۔ روح القدس سے معمور زندگی کی ضرورت خدمت کے لئے۔ اور روح القدس ہماری خدمت میں کے مضامین پر درس اور وعظ دیئے۔ اور روح القدس کا پیغام ان دلوں تک پہنچا دیا۔ جو روح القدس کے وسیلہ سے تیار کئے گئے تھے۔ کنونشن میں مناجات اور حمد و ثنا مقدم تھی۔ ہر ایک سننے والے نے خدا کے کلام کی تعریف اور تعظیم کی۔ وعظ اور درس روح پاک کی تاثیرات سے پر تھے۔ اور نتائج عمدہ اور حوصلہ افزا

تھے۔ خدا باپ بیٹے اور روح پاک کی عنایت سے تا ابد الاباد ہوتی رہے۔ (ایڈیٹر)

سولہ وعظ

روح القدس کی جو مثالیں کتاب مقدس میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر سولہ وعظ مِن تصنیف پادری ڈاکٹر قینن ولیم ہوپر صاحب۔ یہ سولہ وعظ نہایت ہی دلچسپ پرمعنی۔ پراثر اور روحانی نصائح سے مملو ہیں۔ ایک دفعہ شروع کر دو تو بغیر تمام کئے کتاب چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ کتاب رومن حروف میں طبع ہوئی ہے۔ جس سے اکثر پنجابی مسیحیوں کی طبیعت گھبراتی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ جیسے اس کی زبان اردو ہے ویسے ہی حروف بھی اردو ہوتے۔ قیمت اور پتہ نا معلوم ہے غالباً قیمت ۲ر یا ۳ر آنے ہوگی۔ اور یا تو علیگڈھ کے پتہ پر خود مصنف سے مل سکتی ہے یا ریلیجس بک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی الہ آباد سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ (ایڈیٹر)

اشتہار

تخم ترکاری پھول اور پھل پھول کے پودے مطلوب ہوں تو مسٹر **این ھینچنس** سپرنٹنڈنٹ امپریلیڈ فروٹ گارڈن آفس سہارنپور سے طلب کر سکتے ہیں۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار پیدا کرنا آپ کا فرض ہے۔ کیا آپ نئے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام۔

حرفتی کا خانہ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن ہرشہ نے ابتدائی تعلیم کا کل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے عرصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک ہیڈ مسٹرس صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک ابتدائی فی طالب علم للعہ میں جماعت ابتدائی فی طالب علم ہے سرکاری شرح متفرقات و قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ ہیں۔ اس بورڈنگ کے طالب علم برائے حصول تعلیم سٹی مشن سکول میں حاضر ہوتے ہیں۔ سکول ہذا میں قسم قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ وغیرہ مناسب قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن بنگلہ دار کواڑ بکیسم وغیرہ بھی تیار ہو سکتے ہیں۔ کرد کو قلم فی ... سے ... مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

برنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہوا اور قریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہوا ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوا دار بورڈنگ ہوس ہے۔ نیز کھیل کا میدان ان لڑکوں کے غسل کیلئے خوش وضع حوض عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کیلئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ اس سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔ پرنسپل برنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک ۱۲ مانیادہ کا پہلا ہی پتہ پر بھیج جاویں تو عجم ہوگا۔ فی کاپی ۲ مہ المشتہر پادری ای۔ ایم۔ ویری ڈی ڈی مینیجر لودیانہ۔

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی تمام کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی برٹش اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف شائع ہوتی ہے۔ فہرست کتب کے لئے عرضی بھیجو۔ مینیجر پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب لودیانہ۔ پنجاب۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں عیسائی اور علم غرض کرسچن ایجوکیشن کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۲ سے لیکر ۶ تک مفصل ایڈیٹر مخزن مسیحی تحصیل جسو ... پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں۔

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک	عـ
ہندوستان و پنجاب سے معہ "	ے
غیر ممالک سے " "	۱۳ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات۔

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	۸/	ے	للعہ
چوتھائی کالم	ے	للعہ	عـہ
نصف کالم	للعہ	عـہ	مـہ
پورا کالم	عـہ	مـہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ: نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

عمدہ قابل اطمینان اصلی عـہ

تخم ترکاری اور پھول نیز پھل پھول کے پودے ایچ ایچ علیسے جی اینڈ کو سہارنپور سے ملتے ہیں۔ فہرست منگا کر نام اور قیمت معلوم کیجئے۔ ایچ ایچ علیسے جی اینڈ کو سہارنپور۔

ضرورت

بنوں میڈیکل مشن کے لئے دو مسیحی سب اسسٹنٹ سرجنوں کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک تو بنوں میں رہیگا تنخواہ معقول اور گھر ملیگا۔ اور دوسرا کسی مقام نقل ایک برانچ ہسپتال کا چارج لیگا کل درخواستیں ڈاکٹر اے۔ کاکس سی۔ ایم۔ ایس بنوں شمال مغربی سرحدی صوبہ آنا چاہئیں۔

ضرورت

ضلع آگرہ میں ایک پرائمری سکول کے لئے ایک مسیحی ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندہ ورنیکلر مڈل تک ہندی ضرور جانتا ہو۔ اور اردو جاننے کی بھی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائے گی۔ کل درخواستیں معہ نقل سندات اس پادری جے سی پیرسن سی۔ ایم۔ ایس آگرہ آنا چاہئیں۔

ہمارے سالہا سال تجربہ شدہ مجربات

سرمہ بینائی لیکے برسوں کی دھند۔ کم نظری۔ جالا۔ ککرے۔ لالی۔ پانی کے لئے ناظرین نور افشاں سے پادری صاحبان پروفیسران حکیمان شاہد ہیں قیمت عہ

روغن اکسیر اعظم (دردسر شقیقہ کان۔ کمر گھٹنے۔ ریحی۔ ورم چوٹ۔ گٹھیا۔ موچ۔ زنگ و رجانور کے کاٹے اور بیماری کے لئے) کم ستا ۲ مہ

مجربات (واسطے ہیضہ۔ مرگی۔ طاعون۔ کمزوری۔ جگر۔ تلی۔ جواب سند کے لئے۔ ریکا منٹ و نسخہ جات) آنا چاہیے۔ ڈاکٹر دھرم داس۔ ایل۔ ایچ۔ ایم۔ لاہو۔ اے۔ بی۔ ایم۔ ایچ۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام دانگی برادرز چھپا۔